OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

اسلام میں خدمتِ خلق کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

The Significance of Service to Humanity in Islam: An Analytical Study in the Light of the Qur'an and Sunnah

Mufti Rafee uddin
PhD scholar (Quran and Sunnah) University of Karachi
Email: rafiuddinsahar@gmail.com

Received on: 01-05-2026 Accepted on: 03-06-2026

Abstract

Service to humanity occupies a central position in Islamic teachings and is regarded as one of the most virtuous forms of worship. From the earliest periods of human history, individuals and communities have engaged in mutual assistance and social support to address the needs of others. With the advent of Islam, the concept of serving humanity was elevated to a religious and moral obligation, and its importance was emphasized through numerous Qur'anic injunctions and Prophetic traditions. Islam not only encouraged compassion, generosity, and assistance to the poor, needy, and vulnerable segments of society but also established practical and sustainable mechanisms, such as the institution of Waqf (endowment), to ensure the continuous welfare of humanity.

The implementation of these teachings contributed significantly to the development of social welfare institutions throughout Islamic civilization, including educational centers, hospitals, public utilities, roads, bridges, and various charitable organizations. Consequently, Islamic history presents a rich legacy of humanitarian services rendered by Muslim individuals, communities, and institutions.

This study examines the concept, significance, and virtues of service to humanity in the light of the Qur'an and Sunnah. It highlights the religious foundations, ethical dimensions, and social implications of humanitarian service in Islam, while also exploring the practical models established by the Prophet Muhammad ﷺ and his Companions. The study concludes that service to humanity is not merely a social responsibility but a fundamental religious duty and an essential means of attaining the pleasure of Allah and promoting collective well-being in society.

Keywords: Service to Humanity, Islam, Islamic Teachings, Qur'an, Sunnah, Worship, Compassion, Generosity, Social Welfare, Charity

تمہید

انسان فطری، طبعی، جسمانی اور روحانی اعتبار سے سماجی اور معاشرتی مخلوق ہے۔انسان معاشرے کے بغیر کبھی نہیں رہ سکتا۔انسان کو انسان اسی وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ اس کی ذات میں انسیت والا معنی پایا جاتا ہے چنانچہ لفظ "انسان" اُنس سے مشتق ہے جس کا معنی مانوس ہونا۔(1) انسان اپنی پرورش سے لیکر تعلیم وتربیت، خوراک، لباس اور دیگر معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دیگر انسانوں کا محتاج ہوتا ہے۔

کیونکہ انسان کے بس میں یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی تمام ضروریات کو خود پورا کرے مثلاایک انسان کے لئے یہ گنجائش ہی نہیں ہے کہ وہ کھانے کے لئے گندم بھی خود اُگھائے، کپڑا بھی خود بنائے اور اپنے بچوں کو تعلیم بھی خود دے۔ معلوم ہوا انسان ہر ہر قدم پر دوسروں کا محتاج ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی تمام ضروریات اور حاجات کی تکمیل کا خود ہی بندوبست کیا ہے کہ انسانوں میں معیشت کی تقسیم کی تاکہ ہر ایک کی ضرورتیں پوری ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا(2)

ترجمہ: ''دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں۔''

اسلام ایک دینِ فطرت ہے اس لئے اس نے انسانوں کی تمام ضروریات اور حاجات کی تکمیل کا بندوبست کیا ہے۔ یہ بندوبست اس کے تمام احکام اور اوامر میں نمایاں ہے۔ جن کو مختلف عنوانات اور موضوعات میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کہیں انہیں معاشرتی وعائلی احکام کی صورت میں، کہیں اخلاقی احکام کی صورت میں، کہیں حقوق وفرائض کے دائرے میں اور کہیں باہمی محبت وشفقت کے عنوان سے نمایاں کیا ہے۔

ان احکام کو صرف اخلاق وآداب بنا کر انسان کے لئے اختیاری نہیں رکھا بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے ترغیب دے کر اجر وثواب کا وعدہ کر کے وعید وعذاب بتا کر لازم کیا۔انسان کی لازمی ضروریات واحتیاجات کو حاجت مندوں کے لازمی حقوق کا نام دے کر اصحاب ثروت پر فرائض کی ذمہ داریاں بنا کر اس کے رحمت وشفقت کے جذبے کو اپیل کر کے اس کی اپنی ضروریات کی طرح دوسروں کی ضروریات کا احساس دلا کر معذوروں اور بے سہارا لوگوں کی خدمت کا جذبہ پیدا کر کے اس کام کو عبادت اور اللہ کی رضا اور اجر وثواب کا باعث اور فلاح دارین کا کام بتا کر باہمی خدمت کا داعیہ پیدا کیا ہے۔

روزِاول سے انبیاء کرامؑ کے اہم فرائض میں اللہ کی مخلوق پر شفقت ورحمت اور ان کی خدمت کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ اس ذمہ داری کو انہوں نے نہایت عمدہ طریقہ سے انجام دیا۔

اسلام نے خدمت خلق کے متعلق جو تعلیم دی ہے اس کا مختصر سا تذکرہ قرآن مجید اور احادیث کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا جارہا ہے۔ چونکہ آیات کریمہ کی تفسیر کرنا، ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتا، اس لئے خدمتِ خلق کے متعلق جو آیات ذکر کی جائیں گی، ان کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال ذکر ہوں گے۔

اور احادیث ذکر کرتے وقت طولِ کلام سے بچنے کے لئے صرف عربی عبارت اور ترجمہ پیش کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں بلا تخصیص مذہب وجنس سب کی خدمت کا حکم دیا ہے حتیٰ کہ جانوروں کی خدمت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اسلام نے انسانوں کے حقوق کی ادائیگی پر بہت زور دیا ہے۔ حقوق کی ادائیگی بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر سوچا جائے تو دین کا خلاصہ صرف حقوق ہی ہیں چنانچہ ہمارے استاذ محترم مفتی اعظم پاکستان محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کئی بار حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

کا یہ مقولہ ذکر فرمایا کہ دین نام ہے ادائے حقوق اور حفظِ حدود کا۔ یعنی اپنے اوپر تمام حقوق کو اس طور پر ادا کرنا کہ اس کی جو حد ہے اس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ یہ عجیب جملہ ہے اس میں پورا دین کو سمیٹا گیا۔ واقعی اگر انسان سوچے تو اس کے اوپر بنیادی عقائد کے بعد دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں

(۱) حقوق اللہ

انسان کے اوپر ایک حق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے کہ صرف اسی کی عبادت کرے اس کے سوا کسی کے سامنے اپنا سر نہ جھکائے۔

(۲) حقوق العباد

دوسرا حق یہ ہے کہ وہ دیگر انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، حق داروں کے حقوق پہچانے اور انہیں ادا کرے، ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، قرابت داروں، ہمسایوں، یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی جو ضرورتیں پوری کر سکتا ہے وہ پوری کرے اور باقی کے لئے ان سے اپنی بے بسی بتا کر ہمدردی و دلجوئی کا انداز اختیار کرے اور اگر کر سکے تو اور کسی کے پاس ان کو لے جائے اور ان کی حاجت روائی کرائے۔ بہر حال جو شخص بھی اس کی خدمت کا مستحق ہو اور جس کی خدمت کرنا اس کے بس میں ہو وہ اس کی خدمت سے محروم نہ رہے۔ اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس میں سے ضرور خرچ کرے۔

بہر حال انسان کے اوپر یہ دو حقوق عائد ہوتے ہیں چونکہ ہمارے موضوع کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس لئے ہم اس کے متعلق قرآن میں جو احکامات اور اس کے ادائیگی پر جو فضائل اور عدم ادائگی کی صورت میں جو وعیدیں ذکر کئے گئے ان کو یہاں ذکر کریں گے۔

خدمت خلق کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن کریم کی بے شمار آیات انفاق فی سبیل اللہ کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ مومن کے اوصاف میں انفاق فی سبیل اللہ کو خصوصی درجہ دیا گیا ہے۔ اور حب مال کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(۱) وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ[3]

ترجمہ: اور ان کے مال و دولت میں سائلوں اور محروم لوگوں کا (باقاعدہ) حق ہوتا تھا۔

مفتی شفیعؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ

"اس آیت میں مؤمنین متقین کی صفت بتلائی گئی کہ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے وقت صرف سائلین یعنی اپنی حاجات ظاہر کرنے والوں ہی کو نہیں دیتے بلکہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھتے ہیں اور حالات کی تحقیق سے باخبر رہتے ہیں جو اپنی حاجت کسی سے کہتے نہیں، اور ظاہر ہے کہ مقصد آیت کا یہ ہے کہ یہ مؤمنین صرف بدنی عبادت نماز اور شب بیداری پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ مالی عبادت میں بھی ان کا بڑا حصہ رہتا ہے، کہ سائلین کے علاوہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو شرافت کے سبب اپنی حاجت کسی پر ظاہر نہیں کرتے، مگر اس مالی عبادت کا ذکر قرآن کریم نے اس عنوان سے فرمایا (وفی اموالہم) یعنی یہ لوگ جن فقراء و مساکین پر خرچ کرتے ہیں ان پر کوئی احسان نہیں جتلاتے، بلکہ

یہ سمجھ کر دیتے ہیں کہ ہمارے اموال خداداد میں ان کا بھی حق ہے، اور حق دار کا حق اس کو پہنچادینا کوئی احسان نہیں ہوا کرتا، بلکہ ایک حق اور ذمہ داری سے اپنی سبکدوشی ہوتی ہے۔"[4]

(۲) لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ[5]

ترجمہ: انہیں ہدایت پر لا کر کھڑا کرنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالی دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو بھلی چیز اللہ کے راہ میں دوگے اس کا فائدہ خود پاوگے۔ تمہیں صرف اللہ کی رضامندی کی طلب کے لئے ہی خرچ کرنا چاہیے، تم جو کچھ مال خرچ کروگے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔

قرآن کریم خدمت خلق کے متعلق کفار اور مسلمان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتا چنانچہ مذکورہ آیت میں اس کا تذکرہ ہے۔ اس آیت کے ذیل میں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں کہ

"چونکہ بہت سے صحابہؓ کفار کو اس مصلحت سے خیرات نہ دیتے تھے کہ شاید اسی تدبیر سے کچھ لوگ مسلمان ہو جائیں اور رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی رائے دی تھی اس لئے اس آیت میں دونوں طرح کے خطاب کرکے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمد ﷺ (ان) کافروں (کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ) فرض واجب (نہیں) جس کے لئے ایسے اہتمام کئے جائیں (ولیکن) یہ تو (خداتعالی) کا کام ہے (جس کو چاہیں ہدایت پر لے آئیں) آپ کا کام صرف ہدایت کا پہنچادینا ہے خواہ کوئی ہدایت پر آئے یا نہ آئے اور ہدایت کا پہنچادینا امداد کی ممانعت پر موقوف نہیں (اور) اے مسلمانو! (جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور) اس فائدہ کا بیان یہ ہے کہ (تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے سوائے حق تعالی کی رضاجوئی کے جس پر ثواب ملتا ہے اور یہ بات) ہر حاجت مند کی حاجت پوری کرنے سے حاصل ہوتی ہے، پھر مسلمان فقیر کی تخصیص کیوں کی جائے (اور) نیز (جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب) یعنی اس کا عوض اور ثواب (پورا پورا تم) ہی (کو) آخرت میں (مل جائے گا اور تمہارے لئے اس میں ذرا کمی نہ کی جائے گی) سو تم کو اپنے عوض سے مطلب رکھنا چاہئے اور عوض ہر حال میں ملے گا پھر تم کو اس سے کیا بحث کہ ہمارا صدقہ مسلمان ہی کو ملے کافر کو نہ ملے۔[6]

مذکورہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرآن کی نظر میں خدمتِ مسلم اور کافر دونوں یکساں ہیں۔

(۳) مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً[7]

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو اچھے طریقے پر قرض دے، تاکہ وہ اسے اس کے مفاد میں اتنا بڑھائے چڑھائے کہ وہ بدرجہا زیادہ ہو جائے۔

اللہ تعالی کو قرض دینے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بندوں کو قرض دیا جائے اور ان کی حاجت پوری کی جائے، چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں قرض دینے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ جو شخص کسی تنگدست کو قرض دے گا قیامت کے دن اس کو اس کا بدلہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک صحابی ابوالدحداحؓ نے اپنے دو باغوں میں سے ایک بہترین باغ، جس میں چھ سو درخت تھے، اللہ کی

راہ میں خرچ کر ڈالے۔ چنانچہ اس آیت کے ذیل میں صاحب گلدستہ تفسیر فرماتے ہیں کہ

''حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت ''من یقرض اللہ قرضا حسنا'' نازل ہوئی تو ابوالد حداحؓ نے (بطور مسرت اور لذت) عرض کیا

یارسول اللہ او انّ اللہ تعالیٰ یرید منّا القرض قال نعم یا ابا الد حداح۔

''یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں اے ابوالد حداح''

ابوالد حداح نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے پاس دو باغ ہیں ایک عالیہ میں اور ایک سافلہ میں اور خدا کی قسم ان دو باغوں کے سوا اور کسی کا مالک نہیں۔ دونوں باغوں کو خدا تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک باغ خدا کے لئے دیدے اور ایک باغ اپنے اہل وعیال کے گذرانِ معاش کے لئے رہنے دے۔ ابوالد دحداح نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ ان دو باغوں میں سے جو سب سے بہتر باغ ہے جس میں چھ سو درخت ہیں وہ اللہ کے لئے دیتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا: اذا یجزیک اللہ بہ الجنۃ۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض میں جنت میں باغ دے گا۔ ابوالد حداحؓ حضور ﷺ کے پاس سے اٹھ کر اپنے اس بڑے اور عمدہ باغ میں پہنچے جسے خدا تعالیٰ کی نذر کر آئے تھے۔ ابوالد حداح کی بیوی ام دحداح اور بچہ اسی باغ میں تھے اور پھل کھا رہے تھے اور درختوں کے سایہ میں کھیل رہے تھے ابو الد حداحؓ باغ میں داخل ہوئے اور بیوی ام الد حداح) سامنے آئیں ابوالد حداح نے یہ شعر پڑھنے شروع کیے:

ھداک ربی سبل الرشاد الی سبیل الخیر والسداد

وبینی من الحائط بالواداد فقد مضی قرضا الی التناد
اقرضتہ علی اعتمادی بالطوع لا من ولا ارتداد
الا رجاء الضعف فی المعادفارتحلی بالفس والا ولاد
والبر لا شک فخیر زاد قدمہ المرء الی المعاد

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تجھ کو رشد اور ہدایت اور خیر اور صواب کے راستے پر چلائے۔ اس باغ سے فرحت اور مسرت کے ساتھ ابھی علیحدہ ہو جاؤ اور باہر چلی جاؤ۔ یہ باغ اللہ تعالیٰ کو قیامت تک کے لئے قرض دے دیا ہے۔ یہ باغ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہایت شوق اور رغبت کے ساتھ قرض دیا ہے جس کا نہ کوئی احسان اور نہ جس کو واپس لینا ہے۔ صرف اضعافا مضاعفہ اجر اور ثواب کی امید پر قرض دیا ہے لہذا اسی وقت تو خود مع بچوں کے باغ سے باہر نکل جا اب یہ باغ خدا تعالیٰ کا ہو چکا ہے ہمارا نہیں رہا اور آخرت کا بہترین توشہ وہ خدا کی راہ میں نیکی ہے یعنی اپنی محبوب چیز کو خدا کی راہ میں دینا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ

لن تنالو البر حتی تنفقو مما تحبون

ام دحداح نے شوہر کا یہ کام سنتے ہی اول تو مبارک باد دی اور یہ کہا

ربح بیعک بارک اللہ لک فیما اشتریت

تیری تجارت نفع مند ہوئی اللہ تعالیٰ برکت دے اس میں جو تو نے خریدا ہے۔

بعدازاں شوہر کی نظم نظم کا جواب نظم میں دیا اور یہ شعر پڑھنے شروع کیے

بشرک اللہ بخیر وفرح　　　مثلک ادی مالدیہ ونصح

تجھ کو خیر اور فرحت کی بشارت ہو تجھ جیسا ہی ایسے حوصلے کے کام کرتا ہے

قد متع اللہ عیلی ومنح　　باعجوۃ السودآء والزھوا البلح

اللہ تعالیٰ نے میرے بچوں کو قسم قسم کی کھجوریں دی ہیں۔ اگر ایک باغ خدا کو دیدیا تو کیا ہوا

سوی العبد یسعی ولہ ماقد کدح طول اللیلی وعلیہ ما اجترح

بندہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اپنی ہی منفعت اور آخرت کی درستی کے لئے کرتا یعنی خدا تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں نیکی سے بندہ کو ثواب ملتا ہے اور گناہ کا وبال اس پر پڑتا ہے۔

بعد ازاں ام دحداح بچوں کی طرف متوجہ ہوئیں بچے جو پھل دامنوں میں لے رہے تھے وہ دامن جھٹک دیے اور جو کھجوریں بچوں کے منہ میں تھیں وہ انگلی ڈال کر نکال دیں اور بچوں سے کہا کہ اس باغ سے نکلو اور اسی وقت دوسرے باغ میں منتقل ہو گئیں۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا:

کم من عذاق رداح ودار فیاح لابی الدحداح

نہ معلوم ابوالدحداح کے لئے آخرت میں کتنے بیشمار کھجور کے لمبے لمبے درخت ہیں اور کتنے وسیع اور کشادہ مکان ہیں۔"[8]

(٣) لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ والضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ[9]

ترجمہ: نیکی بس یہی تو نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کر لو، بلکہ یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں، اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اور جب کوئی عہد کر لیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں، اور تنگی اور تکلیف میں، نیز جنگ کے وقت، صبر واستقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

اس آیت میں اصولی طور پر تمام احکام شرعیہ، اعتقادات، عبادات، معاملات اور اخلاق کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔

پہلی چیز اعتقادات ہیں اس کا ذکر "من آمن باللہ" میں آگیا، دوسری چیز اعمال یعنی عبادات اور معاملات ہیں، ان میں سے عبادات کا ذکر "واتی الزکوۃ" تک آگیا۔ یہاں عبادات کو ذکر کرتے وقت زکوۃ کو مؤخر کیا گیا اور اس سے پہلے مال خرچ کرنے کی دو صورتیں بیان کی گئیں۔

مفسرین اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت سے کام لیتے ہیں اور صرف زکوۃ ادا کر دینے کو کافی

سمجھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ غرباء وغیرہ کا حق صرف زکوٰۃ دینے پر پورا نہیں ہوتا بلکہ حاجت مندوں کو نفلی صدقہ دینا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ اس آیت کے ذیل میں مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں کہ

''اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ مالی فرض صرف زکوٰۃ سے پورا نہیں ہوتا ہے، زکوٰۃ کے علاوہ بھی بہت جگہ پر مال خرچ کرنا فرض اور واجب ہوتا ہے۔ جیسے رشتہ داروں پر خرچ کرنا کہ وہ کمانے سے معذور ہوں تو نفقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے، کوئی مسکین غریب مر رہا ہے اور آپ اپنی زکوٰۃ ادا کر چکے ہیں، مگر اس وقت مال خرچ کر کے اس کی جان بچانا فرض ہے۔

اسی طرح ضرورت کی جگہ مسجد بنانا یا دینی تعلیم کے لئے مدارس و مکاتب بنانا یہ سب فرائض مالی میں داخل ہیں، فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ کا ایک خاص قانون ہے اس کے مطابق ہر حال میں زکوٰۃ کا ادا کرنا ضروری ہے، اور دوسرے مصارف ضرورت وحاجت پر موقوف ہیں، جہاں ضرورت ہو خرچ کرنا فرض ہو جائے گا جہاں نہ ہو فرض نہیں ہوگا۔(10)

(۴) مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ(11)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات بالیں اگائے (اور) ہر بالی میں سو دانے ہوں۔اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب میں) کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے۔

اس آیت میں بتلایا کہ اللہ کی راہ میں ایک روپیہ خرچ کرنے والے کا ثواب سات سو روپے کے خرچ کے برابر ملتا ہے اور اس کو ایک مثال سے سمجھایا گیا۔ چنانچہ اس آیت کے ذیل میں مفتی شفیعؒ اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی حج میں یا جہاد میں، یا فقراء و مساکین اور بیواؤں اور یتیموں پر بنیت امداد اپنے عزیزوں دوستوں پر، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ایک دانہ گیہوں کا عمدہ زمین میں بوئے، اس دانہ سے گیہوں کا ایک پودا نکلے، جس میں سات خوشے گیہوں کے پیدا ہوں، اور ہر خوشے میں سو دانے ہوں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دانہ سے سات سو دانے حاصل ہو گئے۔''

مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کا اجر و ثواب ایک سے لے کر سات سو تک پہنچتا ہے، ایک پیسہ خرچ کرے تو سات سو پیسوں کا ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔

صحیح و معتبر احادیث میں ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اس کا دس گنا ملتا ہے، اور سات سو گنا تک پہنچ سکتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جہاد اور حج میں ایک درہم خرچ کرنے کا ثواب سات سو درہم کے برابر ہے۔

(۵) وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا(12)

ترجمہ: اور رشتہ دار کو اس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو (ان کا حق) اور اپنے مال کو بے ہودہ کاموں میں نہ اُڑاؤ۔ یقین جانو کہ جو لوگ

بے ہودہ کاموں میں مال اُڑاتے ہیں، وہ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور اگر کبھی تمہیں ان (رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں) سے اس لئے منہ پھیرنا پڑے کہ تمہیں اللہ کی متوقع رحمت کا انتظار ہو تو ایسے میں ان کے ساتھ نرمی سے بات کر لیا کرو۔ اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجے میں تمہیں قابل ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے۔

اس آیت میں اہل قرابت اور مسکین و مسافر کو مالی مدد دینے اور صلہ رحمی کرنے کو ان کا حق فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ دینے والے کو ان پر احسان جتلانے کا کوئی موقع نہیں کیونکہ ان کا حق اس کے ذمہ فرض ہے دینے والا اپنا فرض ادا کر رہا ہے کسی پر احسان نہیں کر رہا۔

(۱۶) فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ (13)

ترجمہ: اب جس کسی نے (اللہ کے راستے میں مال) دیا، اور تقوی اختیار کیا، اور سب سے اچھی بات کو دل سے مانا، تو ہم اس کو آرام کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرا دیں گے۔

سورۃ اللیل میں اللہ تعالیٰ نے سعی کے اعتبار سے دو گروہوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے کامیاب گروہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کامیاب گروہ وہ ہے جس کے اندر یہ تین صفات پائی جائیں کہ جس نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ سے ڈر کر زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتا رہا اور جس نے اچھی بات کی تصدیق کی۔ آگے اللہ تعالیٰ اس گروہ کا انجام خیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ○ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ○ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ (14)

ترجمہ: اس سے ایسے پرہیزگار شخص کو دور رکھا جائے گا جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے (اللہ کے راستے میں) دیتا ہے، حالانکہ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں تھا جس کا بدلہ دیا جاتا، البتہ وہ صرف اپنے اس پروردگار کی خوشنودی چاہتا ہے جس کی شان سب سے اُونچی ہے۔ یقین رکھو ایسا شخص عنقریب خوش ہو جائے گا۔

یعنی جو شخص مکمل اطاعتِ حق کا خوگر ہو اور وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف اس لئے خرچ کرتا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جائے ایسا شخص اس جہنم کی آگ سے دور رکھا جائے گا۔ اور قیامت کے دن خوش ہو جائے گا۔ شانِ نزول کے اعتبار لفظ "اتقی" سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں لیکن الفاظِ آیت عام ہیں اس لئے جو شخص بھی ایمان کے ساتھ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کے لئے یہ بشارت ہے۔

(۱۷) وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (15)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسا کرے گا، ہم اس کو زبردست ثواب عطا کریں گے۔

اس آیت کے شروع میں ہے کہ لوگوں کے باہمی مشورے اور تدبیریں جو آخرت کی فکر اور انجام پر غور سے آزاد ہو کر محض چند روزہ دنیوی اور وقتی منافع کے لئے ہوا کرتے ہیں ان میں کوئی خیر نہیں اور اگر خیر کی چیز ہو سکتی ہے تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو صدقہ خیرات کی ترغیب دے، یا نیکی کا حکم کرے، یا لوگوں کے آپس میں صلح کرانے کا مشورہ دے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے

ایسا کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔

اس آیت کے ذیل میں مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں کہ

''امر بالمعروف، ہر نیکی کے حکم اور ترغیب کو شامل ہے، جس میں مظلوم کی امداد کرنا، حاجتمندوں کو قرض دینا، گم شدہ کو راستہ بتا دینا وغیرہ سب نیک کام میں داخل ہیں، اور صدقہ اور اصلاح بین الناس بھی اگرچہ اس میں داخل ہے، لیکن ان کو تخصیص کے ساتھ علٰحدہ اس لئے بیان کیا گیا کہ ان دونوں چیزوں کا نفع متعدی ہے، اور ان سے ملت کی اجتماعی زندگی سُدھرتی ہے، نیز یہ دونوں کام خدمت خلق کے اہم ابواب ہیں، ایک جلب منفعت یعنی خلق اللہ کو نفع پہنچانا، دوسرے دفع مضرت، یعنی لوگوں کو تکلیف اور رنج سے بچانا، صدقہ نفع رسانی کا اہم عنوان ہے،(16)

(۸)وَالذِینَ تَبَوَّءُواالدَّارَ وَالْإِيمانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هاجَرَإِلَيْهِمْ وَلَايَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّاأُوتُواوَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(17)

ترجمہ: جو کوئی ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے، یہ اُس سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اُس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔ اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت میں حضراتِ انصار کے فضائل کہ ان میں یہ یہ صفات پائی جاتی تھیں بیان کی گئی ہیں۔ اور اس سے مقصود تمام مسلمانوں کو خطاب ہے کہ ان صحابہ کرامؓ جیسا اخلاق اور کردار اپنائے تاکہ تم بھی کامیاب جاؤ۔ اس آیت کے ذیل میں مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں کہ

''یعنی یہ حضرات ان لوگوں سے محبت رکھتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے شہر میں چلے آئے ہیں، جو عام دنیا کے انسانوں کے مزاج کے خلاف ہے، ایسے اُجڑے ہوئے خستہ حال لوگوں کو اپنی بستی میں جگہ دینا کون پسند کرتا ہے، ہر جگہ ملکی اور غیر ملکی سوالات کھڑے ہوتے ہیں، مگر ان حضرات انصار نے صرف یہی نہیں کیا کہ ان کو اپنی بستی میں جگہ دی، بلکہ اپنے مکانوں میں آباد کیا اور اپنے اموال میں حصہ دار بنایا، اور اس طرح عزت واحترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا کہ ایک ایک مہاجر کو اپنے پاس جگہ دینے کے لئے کئی کئی انصاری حضرات نے درخواست کی، یہاں تک کہ قرعہ اندازی کرنا پڑی، قرعہ کے ذریعہ جو مہاجر جس انصاری کے حصہ میں آیا اس کو سپرد کیا گیا۔''

ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ حضرات اپنے سینوں میں اُس چیز کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے جو ان (مہاجرین) کو دی۔

حضرت مفتی صاحبؒ اس جملے کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

''اس جملے کا تعلق اس خاص واقعہ سے ہے جب بنو نضیر کے جلاوطن ہونے اور اُن کے باغات و مکانات پر مسلمانوں کا قبضہ ہونے کے وقت پیش آیا،

صورت یہ تھی کہ جب اس آیت میں اموالِ فئے کی تقسیم مہاجرین اور انصار وغیرہ میں کرنے کا اختیار نبی ﷺ کو دیدیا گیا، یہ وہ وقت تھا کہ

مہاجرین کے پاس نہ اپنا کوئی مکان تھا نہ جائداد، وہ حضرات انصار کے مکانوں میں رہتے اور انہی کی جائدادوں میں محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتے تھے، جب بنو نضیر اور بنو قینقاع کے اموال بطورِ فئے کے مسلمانوں کو حاصل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انصارِ مدینہ کے سردار ثابت بن قیس بن شماسؓ کو بلا کر فرمایا کہ اپنی قوم انصار کو میرے پاس بلا دو، انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ انصار کے اپنے قبیلہ خزرج کو یا سب انصار کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا سب ہی کو بلانا ہے، یہ حضرات سب جمع ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا، جس میں حمد وصلوٰۃ کے بعد انصار مدینہ کی اس بات پر مدح وثناء فرمائی کہ انھوں نے جو سلوک اپنی مہاجر بھائیوں کے ساتھ کیا وہ بڑے بڑے عزم وہمت کا کام تھا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کے اموال آپ لوگوں کو دیئے ہیں، اگر آپ چاہیں تو میں ان اموال کو مہاجرین وانصار سب میں تقسیم کر دوں اور مہاجرین بدستور سابق آپ کے مکانوں میں رہائش پذیر رہیں، اور آپ چاہیں تو ایسا کیا جائے کہ یہ بے گھر وبے زر لوگ ہیں، یہ اموال صرف ان میں تقسیم کر دیئے جائیں، اور یہ لوگ آپ کے گھروں کو چھوڑ کر الگ اپنے اپنے گھر بسالیں،

یہ سن کر انصار مدینہ کے دو بڑے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ سب اموال بھی صرف مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرمادیجئے اور وہ پھر بھی ہمارے مکانوں میں بدستور مقیم رہیں، ان کی بات سن کر تمام حاضرین انصاریوں اٹھے کہ ہم اس فیصلہ پر راضی اور خوش ہیں، اس وقت آنحضرت ﷺ نے تمام انصار اور ابناء انصار کو دعا دی، اور ان اموال کو صرف مہاجرین میں تقسیم فرمادیا، انصار میں سے صرف دو حضرات کو جو بہت حاجتمند تھے اس میں سے حصہ عطاء فرمایا، یعنی سہل بن حنیفؓ اور ابو دجانہؓ، اور سعد بن معاذؓ کو ایک تلوار عطا فرمائی جو ابن ابی الحقیق کی ایک ممتاز تلوار تھی۔

آیت مذکورہ میں جو یہ ارشاد فرمایا "لَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا" اس میں حاجت سے مراد ہر ضرورت کی چیز ہے، اور "مِمَّا أُوتُوا" کی ضمیر مہاجرین کی طرف راجع ہے، معنی آیت کے یہ ہیں کہ اس تقسیم میں جو کچھ مہاجرین کو دیدیا گیا، انصار مدینہ نے خوشی سے اس طرح قبول کیا کہ گویا کہ ان کو ان چیزوں کی کوئی حاجت ہی نہیں، ان کو دینے سے بُرا ماننا یا شکایت کرنا اس کا تو دور دور کوئی امکان ہی نہ تھا، اس کے بالمقابل جب بحرین فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ یہ پورا مال صرف انصار میں تقسیم کر دیا جائے مگر انصار نے اس کو قبول نہ کیا، بلکہ عرض کیا ہم اُس وقت تک نہ لیں گے جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اس میں سے حصہ نہ دیا جائے۔

ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے "يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" کہ انصار ان کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔ خصاصہ کے معنی فقر وفاقہ کے ہیں، اور ایثار کے معنی دوسروں کی خواہش اور حاجت کو اپنی خواہش وحاجت پر مقدم رکھنے کے ہیں، معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضراتِ انصار اپنے اوپر دوسروں کو یعنی مہاجرین کو ترجیح دیتے تھے کہ اپنی حاجت وضرورت کو پورا کرنے سے پہلے ان کی حاجت کو پورا کرتے تھے، اگرچہ یہ خود حاجتمند اور فقر وفاقہ میں ہوں۔ [18]

(۹) وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ○ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ○

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ○ [19]

ترجمہ: بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا، (اور) منھ پر طعنے دینے والا ہو، جس نے مال اکٹھا کیا ہو، اور اسے گنتا رہتا ہو، وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

اس آیت میں تین سخت گناہوں پر عذاب شدید کی وعید بیان کی گئی ہے ان میں سے ایک گناہ یہ ہے کہ انسان مال کی حرص اور محبت میں اس کو جمع کرتا رہے اس میں کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں کہ

''تیسری خصلت جس پر عذاب کی وعید اس سورت میں آئی ہے وہ مال کی حرص اور محبت ہے اسی کو آیت میں اس طرح سے تعبیر کیا ہے کہ حرص و محبت مال کی وجہ سے اس کو بار بار گنتا رہتا ہے۔ چونکہ دوسری آیات و روایات اس پر شاہد ہیں کہ مطلقا مال کا رکھنا کوئی حرام اور گناہ نہیں اس لئے یہاں بھی مراد وہ جمع کرنا ہے جس میں حقوق واجبہ ادا نہ کئے گئے ہوں یا فخر و تفاخر مقصود ہو یا اس کی محبت میں منہمک ہو کر دین کی ضروریات سے غفلت ہو۔''

(۱۰) تُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝[20]

ترجمہ: ''وہ مال سے بے حد محبت کرتے ہو۔''

مال سے محبت کرنا یہ کفار کی خصلت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کفار کی چند بُری خصلتوں پر تنبیہ فرمائی ہے ان میں سے ایک بُری خصلت یہ ذکر کی کہ تم مال کی محبت بہت کرتے ہو۔

اس آیت کے ذیل میں مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں کہ

''بہت کے لفظ سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ مال کی ایک درجہ میں محبت تو انسان کا فطری تقاضا ہے وہ سبب مذمت نہیں بلکہ اس کی محبت میں حد سے بڑھنا اور انہماک کرنا یہ سبب مذمت ہے۔''[21]

خدمت خلق کی اہمیت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

خدمتِ خلق کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی بے شمار احادیث ہیں جن میں انفاق فی سبیل اللہ کی حوصلہ افزائی اور فضائل بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ہم یہاں صرف ان احادیث میں سے چند کو عربی عبارت مع ترجمہ کے ذکر کریں گے چنانچہ ملاحظہ ہو

(۱) عن أبي هريرة عن النبي- صلى الله عليه وسلم- قال «من نفس عن مسلم كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة- ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة ومن ستر على مسلم ستر الله عليه في الدنيا والآخرة والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه[22]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان سے دنیاوی مشکلات کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کے مشکلات کو دور فرمائیں گے جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس شخص ساتھ آسانی فرمائیں گے اور جو شخص کسی کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد اس

وقت تک کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

(۲) عن سالم عن أبیہ عن النبی۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال المسلم أخوالمسلم لایظلمہ ولایسلمہ من کان فی حاجۃ أخیہ فإن اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ بھا کربۃ من کرب یوم القیامۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم[23]

ترجمہ: عمر سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس سے کنارا کرتا ہے جو آدمی اپنے بھائی کا کوئی مسئلہ حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی حاجت پوری کرتا رہتا ہے۔اور جس نے اپنے بھائی کے دکھ میں حصہ لیا اللہ قیامت کے دن اس کی مشکل میں سے ایک مشکل کو دور کردے گا۔ جس نے دنیا میں اپنے بھائی کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(۳) قال صلی اللہ علیہ وسلم من قضی حاجۃ لأخیہ فکأنما خدم اللہ عمرہ[24]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنا ایسا ہے جیسے ساری عمر اللہ کی خدمت کرنا۔

(۴) عن أبي الدرداء قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: (ابغوني في ضعفائکم، فإنما ترزقون وتنصرون بضعفائکم[25]

ترجمہ: حضرت ابی الدرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کمزوروں کے بارے میں میرا دل خوش کرو تمہیں رزق یا مدد تمہارے کمزوروں کے سبب ملتی ہے۔

(۵) ان النَّبِي قَالَ عَلَيهِ السَّلَام: من قضى حَاجَة لِأَخِيهِ الْمُسلم، قضى الله تَعَالَى لَهُ سبعين حَاجَة من حوائج الدُّنْيَا وَالْآخِرَة[26]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی ستر حاجتوں کو پوری فرمائیں گے۔

(۶) قال صلی اللہ علیہ وسلم من أقر عین مؤمن أقر اللہ عینہ یوم القیامۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم من مشی في حاجۃ أخیہ ساعۃ من لیل أو نھار قضاھا أولم یقضھا کان خیرا لہ من اعتکاف شھرین[27]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن یا رات کے کسی حصہ میں اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلے گا چاہے اس کی حاجت پوری نہ ہو تو یہ عمل دو مہینے اعتکاف سے زیادہ بہتر ہے۔

(۷) من کسا ولیا للہ ثوبا کساہ اللہ من خضر الجنۃ ومن أطعمہ علی جوع أطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ ومن سقاہ علی ظمأ سقاہ اللہ من الرحیق المختوم یوم القیامۃ[28]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی اللہ والے کو اللہ کے لئے لباس پہنایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت میں سبز لباس پہنائیں گے جس نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کے پھلوں کو اس کی غذا بنائیں گے جس نے دنیا میں کسی پیاسے کو

پانی پلادیا اللہ تعالیٰ اسے جنت کی شراب پلائیں گے۔

(۸) عن أبي ذر قال قلت یار سولا اللہ أي العمل أفضل قال ایمان باللہ تعالی وجھاد في سبیلہ قلت یار سول اللہ فاي الرقاب أفضل قال أنفسھا عند أھلھا و أغلاھا ثمنا قال فان لم أجد قال تعین صانعا أو تصنع لاخرق و قال فان لم أستطع قال کف أذاک عن الناس فانھا صدقۃ تصدق بھا عن نفسک(29)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا: کونسا غلام ازاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مالکوں کے نزدیک زیادہ قیمتی اور عمدہ ہو۔ میں نے کہا: اگر میں ایسا نہ کر سکوں تو؟ فرمایا: کسی کاری گر کی مدد کر دو یا بے ہنر کا کام کر دو۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ عمل نہ کر سکوں تو؟ فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے بچا کر رکھو، یہ بھی تمہارا اپنے نفس پر صدقہ ہے.

(۹) عن سفیان بن عیینۃ عن ابن المنکدر یرفعہ إلی النبي صلی اللہ علیہ وسلم من أفضل الأعمال إدخال السرور علی المؤمن، تقضي عنہ دینا، تقضي لہ حاجۃ، تنفس لہ کربۃ". قال سفیان: وقیل لابن المنکدر فما بقي مما یستلذ؟ قال: الإفضال علی الإخوان(30)

ترجمہ: سفیان بن عیینہؒ، ابن منکدرؒ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو خوش کر دینا، اس کا قرض اتار دینا، اس کی ضرورت کو پورا کر دینا، اس کی مصیبت دور کر دینا، یہ تمام کام افضل اعمال میں سے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں ابن منکدر سے کہا گیا: کوئی اور چیز ایسی باقی رہ گئی ہے جو لذیذ ہو تو انہوں نے کہا: بھائیوں پر ایثار کرنا۔

(۱۰) عن أم مبشر قالت قال رسولا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غرس غرسا أو زرع زرعا فاکل منہ انسان أو سبع أو دابۃ أو طیر فھو لہ صدقۃ(31)

ترجمہ: ام مبشرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی درخت اگائے یا کھیتی باڑی کرے اور اس سے کوئی انسان یا درندہ یا چوپایہ یا پرندہ کھالے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہی ہوتا ہے۔

(۱۱) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیھو سلم ما من مسلم یغرس غرسا الا کان ما اکل منہ لہ صدقۃ وما سرق منھلہ صدقۃ وما اکل السبع منہ فھو لہ صدقۃ وما اکلت الطیر فھو لہ صدقۃ ولا یرزؤہ احد الا کان لہ صدقۃ(32)

ترجمہ: جابرؓ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے کہ جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے اور اس سے جو بھی کھایا جاتا ہے اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے اور جو کچھ اسے چوری کیا جائے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے درندے کھا جائیں وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے اور جو پرندے کھائیں وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے اس کے علاوہ جو بھی اس کھیتی میں کسی طرح کمی کرتا ہے، قیامت کے روز اس شخص کے لئے صدقہ ہوگا۔

(۱۲) عن جابر بن عبد اللہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من أحیا أرضا میتۃ فلہ فیھا أجر وما أکلت العافیۃ فھو لہ صدقۃ(33)

ترجمہ: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے بنجر زمین آباد کی اسے اجر ملے گا اور روزی کے متلاشی وہاں سے جو کچھ کھائیں گے اس کے بدلے میں اجر ملے گا۔

(۱۳) عَنْ سَهْلٍ أَنَّ النَّبِيَّ - صلی اللہ علیہ وسلم - قَالَ « أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَقَرَنَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ. (34)

ترجمہ: سہلؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے یا کسی دوسرے آدمی کے یتیم بچے کو اپنے ساتھ ملالیا اور اسے غنی کردیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(۱۴) عن الشعبي قال سمعت النعمان بن بشير يقول سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول مثل المؤمن مثل الجسد إذا اشتكى منه شئ تداعى له سائر الجسد (35)

ترجمہ: نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان سب آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے اور دوستی رکھنے اور مہربانی برتنے میں ایک جسم کی طرح ہیں جب جسم میں کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے بدن کو بخار چڑھ جاتا ہے۔

(۱۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ (36)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بے واؤں اور محتاجوں کی کفالت کے لئے کوشش کرے اس کا ثواب اتنا ہے جیسے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے یا رات بھر نماز پڑھے یا دن بھر روزہ رکھے۔

(۱۶) عن سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ. قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ (37)

ترجمہ: سعید بن ابی بردہ عن ابیہ عن جدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے۔ لوگوں نے کہا: اگر اس کی طاقت نہ ہو تو؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور خیرات بھی کرے۔ لوگوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ فرمایا: اچھی بات کا حکم دے۔ لوگوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پس برائی سے بچا رہے یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(۱۷) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ، فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ، قَالَ شُعْبَةُ: أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلاَ أَشُكُّ، ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (38)

ترجمہ: عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کا ذکر کیا، اس سے پناہ مانگی اور چہرا مبارک پھیر لیا، پھر دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی۔ پھر فرمایا: تم دوزخ سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی (صدقہ) دے کر۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو نرم اور اچھی بات ہی کہہ کر بچو۔

(۱۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ فَقَالَ وَاللَّهِ لأُنَحِّيَنَّ هَذَا عَنِ الْمُسْلِمِينَ لاَ يُؤْذِيهِمْ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ (39)

ترجمہ: ایک شخص راستہ چل رہا تھا۔ اس نے راستے میں ایک کانٹے دار شاخ دیکھی تو اسے ہٹا کر ایک طرف کر دیا (تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو) اللہ نے اس کے عمل کی قدر افزائی کی اور اس کو بخش دیا۔

(۱۹) عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلاَهُنَّ مَنِيحَةُ العَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا، وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الجَنَّةَ[40]

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چالیس خصلتیں ہیں، ان میں سے سب سے اعلیٰ خصلت کسی کو دودھ پینے کے لئے بکری دے دینا ہے جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی امید سے اور اللہ کی طرف سے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے عمل کرتا ہے تو اللہ اسے جنت میں ضرور داخل فرماتا ہے۔

(۲۰) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلا رأى كلبا يأكل الثرى من العطش فأخذ الرجل خفه فجعل يغرف له به حتى ارواه فشكر الله له فأدخله الجنة[41]

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے راستے میں ایک کتا دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اس نے اپنے موزے میں پانی بھر کر اس کتے کو پلایا یہاں تک کے اس کو سیراب کر دیا اللہ تعالی نے اس شخص کے کام کی قدر کی اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

(۲۱) عن جرير بن عبد الله قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من لا يرحم الناس لا يرحمه الله[42]

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص دوسروے لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا۔

(۲۲) عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ[43]

ترجمہ: حضرت تمیم الداریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی (کا نام) ہے۔ ہم نے پوچھا! کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے حکمرانوں کی اور عام مسلمانوں کی۔

(۲۳) عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ[44]

ترجمہ: جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سنے اور طاعت پر اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر۔

(۲۴) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ[45]

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے

لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۲۵) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ - صلی اللہ علیہ وسلم - قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا بُدٌّ لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ - صلی اللہ علیہ وسلم إِنْ أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (46)

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ان مجلسوں کے بغیر چارہ نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے وہاں ضرور بیٹھنا ہی ہے تو تم راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: راستے کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہوں کو پست رکھنا، تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا۔

(۲۶) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (47)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے، نہ اسے (بے یار و مددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے۔ جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے، جو کسی مسلمان کی کوئی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی (بڑی) پریشانی دور کر دے گا اور جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(۲۷) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: "أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَهَانَا عَنْ: آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَالْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْإِسْتَبْرَقِ (48)

ترجمہ: براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع کیا۔
آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا: جنازوں کے پیچھے چلنے (یعنی جنازہ پڑھنے) کا، مریض کی بیمار پرسی کرنے کا، جب کوئی دعوت دے اس کو قبول کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، قسم اُٹھانے والے کی قسم پوری کرنے کا، سلام کو عام کرنے کا، اور چھینک کا جواب دینے کا۔ اور ہمیں منع کیا: چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے، حریر، استبراق اور دیباج کے استعمال سے۔ اور قسی (ریشم اور سوت سے ملے ہوئے کپڑے) پہننے سے۔

(۲۸) عن أبي الدرداء أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما طلعت شمس قط إلا وبجنبتيها ملكان يناديان اللهم من أنفق فأعقبه خلفا ومن أمسك

فأعقبه تلفا(49)

ترجمہ: حضرت ابی الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دن جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں اور وہ دونوں دعا کرتے ہیں کہ "اے اللہ خرچ کرنے والوں کو اس کا بدل عطا کر اور روکنے والے (کے مال) کو ضائع کردے۔

(۳۰) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد إلا في اثنتين رجل آتاہ اللہ مالا فسلطه على هلكته في الحق. ورجل آتاہ اللہ حكمة فهو يقضي بها ويعلمها(50)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی ہمت و توفیق دی۔ دوسرا آدمی جسے اللہ نے حکمت و علم سے نوازا پس وہ اس کے ساتھ ہی فیصلہ کرتا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔

(۳۱) عن أبي سعيد الخدري، قال: بينما نحن في سفر مع النبي صلى اللہ عليه وسلم إذ جاء رجل على راحلة له، قال: فجعل يصرف بصره يمينا وشمالا، فقال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم: من كان معه فضل ظهر، فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل من زاد، فليعد به على من لا زاد له قال: فذكر من أصناف المال ما ذكر حتى رأينا أنه لا حق لأحد منا في فضل(51)

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا اور دائیں بائیں اپنی نظر کو گھمانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس فالتو سواری ہو اس کو چاہیے کہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد توشہ ہو اسے دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔ اس طرح آپ ﷺ نے مختلف قسم کے مالوں کا ذکر کیا، یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی شخص کا زائد از ضرورت چیز میں کوئی حق نہیں ہے۔

(۳۲) عن أبي موسى قال: قال النبيُّ صلى اللہ عليه وسلم "إِنَّ الأَشعَرِيِّينَ إذا أرْمَلوا في الغَزوِ، أو قَلَّ طعامُ عيالِهم بالمدينةِ، جمَعوا ما كانَ عندهم في ثوبٍ واحد، ثم اقتَسَموهُ بينَهُم في إناءٍ واحد بالسَّوِيَّةِ، فهُم مني، وأنا منهُم (52)

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اشعری حضرات جب جہاد (کے سفر) میں زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے یا مدینے میں (حالتِ قیام میں) ان کے اہل و عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے سب ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس کو ایک برتن میں مساوی طور پر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں پس یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ و احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح معلوم ہوئی ہے کہ رفاہی خدمات کی اہمیت ہماری شریعت میں کتنی ہے اور اس کی عظمت کا ہمارے دین میں کیا مقام ہے؟ سو ہم میں سے ہر ایک مسلمان کے دل میں اولاً تو خدائے ذوالجلال کا خوف ہونا

چاہئے جس کے نتیجے میں اپنے مسلمان بھائی کا درد اپنے سینے میں محسوس ہو جب درد کا احساس ہوتا ہے پھر ہی اس کو رفع کرنے کی تدبیر بھی کی جاتی ہے۔ غرض تمام مسلمانوں کی خدمت کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمارے لئے مندرجہ ذیل میدان ہیں جس میں ہم خدمتِ خلق کا اہم فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں:

رفاہی کاموں میں شامل امور

*کسی کے علاج پر خرچ کرنا، کسی کی تعلیم حاصل کرنے کے سلسلے میں ہر طرح کی مدد کرنا، کسی کے پاس کوئی استعمال کی چیز نہ ہو تو وہ دیدینا، کسی کو جسمانی تکلیف پہنچنے پر اس کی جانی ومالی مدد کرنا، کسی کو مالی مشکل پیش آنے پر اس کی مدد کرنا، لوگوں کے لئے ان کی اجتماعی سہولتوں کا انتظام کرنا، لکھنے پڑھنے اور کھانے پینے کا سامان فراہم کرنا، مریضوں کا علاج کرنا، مریضوں کی تیمارداری کرنا، ہسپتال اور شفاخانے کھولنا، اپاہج لوگوں کے کام آنا اور ان کا علاج کرنا، بے سہارا افراد کی کفالت کرنا، کسی کا مالی نقصان ہو جانے پر اس کی مدد کرنا، آگ لگنے کی صورت میں لوگوں کی جانیں اور مال بچانے کی کوشش کرنا، سڑک پر ہونے والے حادثات میں متاثرین اور زخمیوں کی مدد کرنا، ڈوبتے ہوئے مال یا جانوں کو بچانا، بجلی کا کرنٹ لگنے یا کام کرتے ہوئے کسی مشین سے جسمانی نقصان پہنچنے پر مدد کرنا، جن علاقوں میں پانی کا انتظام نہیں وہاں پانی پہنچانے کا انتظام کرنا، اپاہج، معذور افراد کو سڑک پار کرادینا یا انہیں ان کے گھر پہنچادینا، یتیم بچوں کی کفالت، علاج اور تعلیم کا انتظام کرنا، بے گھر افراد کو گھر مہیا کرنا، مسافروں کی ہر طرح مدد کرنا، بیماریوں کی روک تھام کے لئے حفاظتی اقدامات کرنا، سڑکین اور گلیاں بنانا، ناواقف لوگوں کو راستہ بتانا، شہروں اور پارکوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے کام کرنا، محتاج لوگوں کو لباس مہیا کرنا، پانی کی نکاسی کا انتظام کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، فوت ہو جانے والوں کی تجہیز و تکفین کرنا، موذی کیڑوں کی ختم کرنے کی مہم چلانا، والدین یا گھر سے بچھڑ جانے والے بچوں کی اور افراد کو ان کے گھر پہنچانے کی کوشش کرنا، جھوٹے مقدمات میں پھنس جانے والوں کی مدد کرنا، پیدل چلنے والوں کو اپنی سواری پر سوار کرنا، لوگوں تک ان کی ضرورت کی چیزیں پہنچانا، خواتین کے لئے دستکاری کے مراکز قائم کرنا، ان پڑھ بالغوں کی تعلیم کا انتظام کرنا، بچوں کو سیر و تفریح کروانا اور انہیں اچھی باتیں بتانا سکھانا، بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا، کتب خانے قائم کرنا، سرائیں بنوانا، قبرستان بنانا، آبادیوں میں تفریح گاہیں، اسکول، بازار اور ہسپتال وغیرہ بنانا، گم شدہ چیز اس کے مالک تک پہنچانا، ملازمت دلانے کے لئے معاونت کرنا، رشتہ کرنے میں کسی کی مدد کرنا، جہاد اور جہاد کی تمام ضرورتوں پر اٹھنے والے اخراجات اور ان میں جسمانی اور تحریری مدد کرنا، دین کی دعوت اور تبلیغ اور اس میں مشغول افراد اور ادارے، طلباء، اساتذہ وغیرہ کی مدد کرنا، مساجد قائم کرنا، دینی مدارس قائم کرنا، قرآن کریم کی طباعت اور اس کے تراجم کی اشاعت کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن اور سنت پر عمل کرتے ہوئے خدمت خلق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ جات وحواشی

[1] القاموس الوحید

[2] سورہ الزخرف آیت: ۳۲

[3] سورۃ الذاریات آیت: ۱۹

[4] مفتی شفیع صاحب، معارف القرآن، ج ۸ ص ۱۶۱، مکتبہ معارف القرآن کراچی، سن اشاعت ۲۰۰۸ء

[5] سورۃ البقرہ آیت: ۲۷۲

[6] ڈاکٹر مفتی عبدالواحد، تفسیر فہم القرآن، ج ۱ ص ۱۸۵، مجلسِ نشریاتِ قرآن

[7] سورۃ البقرہ آیت ۲۴۵

[8] مولانا عبدالقیوم مدنیؒ، گلدستہ تفاسیر، ج ۱ ص ۳۹۹ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ ملتان پاکستان

[9] سورۃ البقرہ آیت: ۱۷۷

[10] مفتی شفیع صاحب، معارف القرآن، ج ۱ ص، ۴۳۲ مکتبہ معارف القرآن کراچی، ۲۰۰۸ء

[11] سورۃ البقرۃ آیت: ۲۶۱

[12] سورۃ الاسراء آیت: ۲۶-۲۹

[13] سورۃ اللیل آیت: ۷

[14] ایضاً آیت ۱۷

[15] سورۃ النساء آیت: ۱۱۴

[16] مفتی شفیع صاحب، معارف القرآن، ج ۲ ص ۵۴۵ مکتبہ معارف القرآن کراچی، ۲۰۰۸ء

[17] سورۃ الحشر آیت: ۹

[18] مفتی شفیع صاحب، معارف القرآن، ج ۸ ص ۳۷۳ کراچی، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ۲۰۰۸ء

[19] سورۃ الھمزہ آیت: ۱-۳

[20] سورۃ الفجر آیت: ۱۲۰

[21] مفتی شفیع صاحب، معارف القرآن، ج ۸ ص ۳۴۷، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ۲۰۰۸ء

[22] أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، سنن أبي داود، باب فی المعونۃ للمسلم ج ۴ ص ۲۸۷رقم الحديث ۴۹۴۶، المكتبة العصرية، بيروت

[23] أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، سنن أبي داود، باب المؤاخاۃ ج ۴ ص۲۷۳رقم الحديث۳۸۹۳، المكتبة العصرية، بيروت

[24] تخریج أحادیث إحیاء علوم الدین، العراقي، ج۳ص۱۲۱۱، رقم الحدیث ۱۸۰۷ دار العاصمة للنشر، الریاض، 1408ھ

[25] أبوداود سلیمان بن الأشعث السِّجِستاني، سنن أبي داود، باب فی الانتصار برذل الخیل والضعفة، ج۳ص ۳۲، رقم الحدیث ۲۵۹۴، المکتبة العصریة، بیروت

[26] محمود بن إسماعيل بن إبراهيم، الدرة الغراء في نصيحة السلاطين والقضاة والأمراء ا، باب الثالث فی کیفیۃ حکم الامام،ج۱ ص۱۷۵، نزار مصطفى الباز ، الرياض

[27] تخریج أحادیث إحیاء علوم الدین، العراقي، ج۳ص۱۲۱۱، رقم الحدیث ۱۸۰۸ دار العاصمة للنشر، الریاض، 1408ھ

[28] عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي،جمع الجوامع أو الجامع الكبير، حرف الجيم ج ۱ ص ۲۴۳۶۹،رقم الحديث ۶۴۶۳، موقع ملتقى أهل الحديث

[29] أحمد بن حنبل أبو عبد الله الشیباني، مسند أحمد لأحمد بن حنبل، ج۵ ص ۱۵۰، رقم الحدیث ۲۱۳۶۹، مؤسسة قرطبة، القاهرة

[30] بو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني،سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، ج۵ص۳۶۵، رقم الحديث ۲۲۹۱، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ۱۹۹۵

[31] أحمد بن حنبل أبو عبد الله الشیباني، مسند أحمد لأحمد بن حنبل، ج۶ ص ۳۶۲، رقم الحدیث ۲۷۰۸۸، مؤسسة قرطبة، القاهرة

[32] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري، صحیح مسلم، باب فضل الغرس والزرع، ج۳ص۱۱۸۸، رقم الحدیث ۱۵۵۲، دار إحیاء التراث العربي- بیروت

[33] أحمد بن حبان بن أحمد أبو حاتم التمیمي، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، رقم الحدیث ۵۲۰۰، موقع یعسوب

[34] أبوداود سلیمان بن الأشعث السِّجِستاني، سنن أبي داود، باب فی من ضم یتیما، رقم الحدیث ۵۱۵۰، بیروت، المکتبۃ الرصرۃ صیدا

[35] أحمد بن حبان بن أحمد أبو حاتم التمیمي، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج۱ص ۴۷۵، رقم الحدیث ۴۶۹، موقع یعسوب

[36] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري، صحیح مسلم، باب الاحسان الی الرملۃ، ج۴، ص۲۲۸۶، رقم الحدیث ۲۹۸۲، دار إحیاء التراث العربي، بیروت

[37] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري، صحیح مسلم،، ج۲ص ۶۹۹، رقم الحدیث ۱۰۰۸، دار إحیاء التراث العربي، بیروت

[38] أحمد بن إسماعیل أبو عبد الله البخاري الجعفي، صحیح البخاري، باب طیب الکلام، رقم الحدیث ۶۰۲۳، دار طوق النجاۃ و ۱۴۲۲ھ

[39] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري، صحیح مسلم، باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق ج۸ ص ۳۴، دار الفکر بیروت لبنان

[40] أحمد بن إسماعیل أبو عبد الله البخاري الجعفي، صحیح البخاري، باب فضل المنیحۃ، ج۳ص۱۶۶، دار طوق النجاۃ و ۱۴۲۲ھ

[41] أحمد بن إسماعیل أبو عبد الله البخاري الجعفي، صحیح البخاري باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان ج۱ ص ۴۵، دار طوق النجاۃ و ۱۴۲۲ھ

[42] أحمد بن حبان بن أحمد أبو حاتم التمیمي، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج۳ص ۱۹۹، موقع یعسوب

[43] أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائي، سنن النسائي بشرح السیوطي وحاشیة السندي، ج۷ ص ۱۷۶، دار المعرفۃ،، بیروت، ۱۴۲۰

[44] أبوداود سلیمان بن الأشعث السِّجِستاني، سنن أبي داود، باب فی النصیحۃ ج۴ ص ۴۴۲، دار الکتاب العربي- بیروت

45 أبوعبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي، سنن النسائي بشرح السيوطي وحاشية السندي، ج۸ ص۵۰۰، دار المعرفة،، بيروت، ۱۴۲۰

46 أبوداود سليمان بن الأشعث السِّجِستاني، سنن أبي داود، باب فی الجلوس فی الطريق ج۴ ص۴۰۴، دار الكتاب العربي-بيروت

47 احمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي،صحيح البخاريِ، باب لايظم المسلم المسلم ولا يسلمہ ج ۳ ص ۱۲۸، دار طوق النجاةو ۱۴۲۲ھ

48 احمد بن إسماعيل أبوعبدالله البخاري الجعفي، صحيح البخاريِ، باب الامر باتباع الجنائز ج۲ ص۷۱، دار طوق النجاةو ۱۴۲۲ھ

49 احمد بن حبان بن أحمد أبوحاتم التميمي، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، ج۳ ص۴۲۸، موقع يعسوب

50 ابن ماجة أبوعبدالله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، باب الحسد ج۱ ص۱۴۰۷، دار الفكر، بيروت

51 مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، باباستحباب المواساة بفضول المالج۵ ص۱۳۸، دار الجيل بيروت

52 احمد بن إسماعيل أبوعبدالله البخاري الجعفي، صحيح البخاريِ، باب الشركة فی الطعام والنهد والعروض ج۳ ص۱۳۸، دار طوق النجاةو ۱۴۲۲ھ